کشمیر پہ 'امریکی ثالثی'، ایک جال

سلیم منصور خالد

سات عشروں سے زیادہ عرصہ گزر چکا کہ مقبوضہ جموں و کشمیر کے مظلوم لوگ، انڈیا کے بے رحم تسلط تلے زندگی گزار رہے ہیں۔ اُن کے چاروں طرف دہشت، بارود، گولی، بے حُرمتی، پھانسی، جیل، تذلیل اور انسانی زندگی کی بے توقیری روز کا معمول ہے۔ اقوام متحدہ نے ۱۹۴۸ء سے ان کا خود ارادیت کا حق تسلیم کیا ہے۔ لیکن نہ ویٹو کلب نے اپنے فیصلے کو نافذ کرایا اور نہ انڈیا نے عالمی برادری کے فیصلے کو کسی احترام کے قابل سمجھا۔ نتیجہ یہ کہ اس جبر کے خلاف جدوجہد میں، ۱۹۸۹ء سے اب تک تقریباً ایک لاکھ کشمیری شہید ہو چکے ہیں، ہزاروں کو جبری طور پر غائب کیا گیا، حراست میں رکھا، یا بھارتی فورسز کے ہاتھوں تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قرارداد ۴۷ (۱۹۴۸ء) غیر جانب دارانہ رائے شماری کا مطالبہ کرتی ہے، اسے ایک طرف پھینکتے ہوئے، انڈیا نے بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی کی اور کشمیری آواز کو دبانے کا عمل جاری رکھا۔ اسی دوران ۵؍اگست ۲۰۱۹ء کو ایک سنگین موڑ لیا، جب وزیراعظم نریندر مودی کی قیادت میں بھارتی حکومت نے اپنے آئین کے آرٹیکل ۳۷۰، اور ۳۵-اے کو منسوخ کرکے کشمیر کی خصوصی حیثیت ختم کردی۔ اس اقدام کے نتیجے میں فوجی لاک ڈاؤن، بڑے پیمانے پر گرفتاریاں، کرفیو اور طویل مواصلاتی بلیک آؤٹ ہوا۔

آج ۹ لاکھ سے زائد بھارتی فوجی، خطے میں دندنا رہے ہیں۔ اس طرح کشمیر دنیا کا سب سے زیادہ فوج زدہ علاقہ بن چکا ہے۔ ۲۰۱۹ء کے مذکورہ بالا کریک ڈاؤن کے بعد، ۱۳ ہزار سے زائد نوجوان کشمیریوں کو پبلک سیفٹی ایکٹ (PSA) اور غیر قانونی سرگرمیوں کی روک تھام ایکٹ (UAPA)

جیسے سخت وحشیانہ قوانین کے تحت حراست میں لیا گیا، جو بغیر مقدمہ چلائے حراست کی اجازت دیتے ہیں۔ انٹرنیٹ کی ۵۵۰ دن سے زائد عرصے تک بندش نے مواصلات، تعلیم، صحت کی دیکھ بھال اور مقامی معیشت کو مفلوج کر دیا۔

ہیومن رائٹس واچ، ایمنسٹی انٹرنیشنل اور اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کمیشن سمیت بین الاقوامی انسانی حقوق کے نگران اداروں نے انڈیا کے اقدامات کی مذمت کی ہے۔ ۲۰۱۹ء کے OHCHR رپورٹ میں وسیع پیمانے پر بدسلوکیوں کی تفصیل دی گئی، جن میں من مانی گرفتاریاں، تشدد، اور چھرّے والی بندوقوں کا استعمال، جس کے نتیجے میں ایک ہزار سے زائد شہریوں، جن میں زیادہ تر نابالغ تھے، مستقل اندھے ہو گئے۔

ان خدشات میں اضافہ کرتے ہوئے، انڈیا نے ۲۰۱۹ء سے غیر مقامی افراد کو لاکھوں ڈومیسائل سرٹیفکیٹ جاری کیے ہیں۔ یہ ایک ایسا قدم ہے جو خطے کی مسلم اکثریتی حیثیت کو اقلیت میں تبدیل کرنے کی کوشش کے سوا کچھ نہیں۔ ایسی آبادیاتی انجینئرنگ، چوتھے جنیوا کنونشن کی خلاف ورزی ہے، جو مقبوضہ علاقوں کی آبادی کی ساخت میں تبدیلی کی ممانعت کرتا ہے۔

اپریل ۲۰۲۵ء میں، پہلگام میں تشدد کے افسوس ناک واقعے کو بھارتی حکومت نے پاکستان کے خلاف دشمنی بڑھانے کے لیے استعمال کیا ہے۔ تاہم، پاکستان کے مضبوط سفارتی اور فوجی ردعمل نے اب تک مزید تصادم کو روکا ہے۔ اس کے باوجود، 'ہندوتوا' قوم پرستی کی شاہراہ پر چلنے والی حکمران بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) ہٹ دھرمی پر مبنی اسٹرے ٹیجک جرم کرنے کے لیے تیار دکھائی دیتی ہے، جو کشمیر کے اس تنازعے کے طے شدہ قانونی حل کے بجائے موت اور خون کی طرف دُنیا کو دھکیل سکتا ہے۔

انڈیا اور پاکستان دونوں ایٹمی ہتھیاروں سے لیس ممالک ہیں۔ کشمیر پر ایک بھی غلط قدم تباہ کن علاقائی یا عالمی تباہی کا باعث بن سکتا ہے۔ عالمی برادری اب خاموش تماشائی بننے کی متحمل نہیں ہوسکتی۔ یہ ضروری ہے کہ اقوام متحدہ، اسلامی تعاون تنظیم (OIC)، یورپی یونین، اور عالمی طاقتیں فیصلہ کن مداخلت کریں تاکہ طویل عرصے سے موجود 'اقوام متحدہ سکیورٹی کونسل' (UNSC) کی قراردادوں پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔

کشمیر صرف ایک علاقائی تنازعہ نہیں ہے، یہ عالمی برادری کی بے حسی کا جرم اور انڈیا کی علاقائی غنڈاگردی کا زندہ ثبوت ہے۔ یہ انسانی حقوق، انصاف اور وقار کا سوال ہے۔ اگر دنیا نے اس تنازع سے نظریں پھیرنا جاری رکھا تو اس کے نتائج جنوبی ایشیا سے کہیں آگے جا سکتے ہیں، جو بین الاقوامی امن وسلامتی کے لیے خطرہ بن سکتے ہیں۔سوال یہ ہے: کیا دنیا تباہی کو روکنے کے لیے اٹھے گی یا اسی طرح خاموشی سے شریکِ جرم رہے گی؟

دُنیا بھر میں امن کو برباد کرنے اور انسانوں کے قتل عام میں دلچسپی رکھنے والی ریاست امریکا نے انڈیا کی درخواست پر، وہ جنگ جو انڈیا نے شروع کی تھی، اور اب خوفناک تباہی کا عنوان بن رہی تھی، رکوا دی۔درحقیقت اس پیش رفت کا دوسرا پہلو، امریکا کی جانب سے اپنے ایشیائی 'پولیس مین' ملک کو سبکی اور ذلّت سے بچانا بھی تھا۔اسی مرحلے پر مختلف سطحوں پہ یہ نظریہ زور پکڑنے لگا کہ 'امریکی ثالثی' سے مسئلہ کشمیر حل کرا لیا جائے۔

ہمارے نزدیک 'امریکی ثالثی' کا آپشن اختیار کرنے سے کشمیر تنازعہ کے حل میں کئی ممکنہ تباہ کن نقصانات کشمیریوں اور پاکستانیوں کے لیے اُمڈ آئیں گے، خاص طور پر جب اسے سلامتی کونسل کی قراردادوں سے ہٹ کر دیکھا جائے گا۔ذیل میں چند اہم نکات پیش ہیں:

● **حقِ خود ارادیت کا موقف کمزور ہونا:** سلامتی کونسل کی قرارداد ۴۷ (۱۹۴۸ء) کشمیریوں کے لیے آزادانہ رائے شماری کے ذریعے حقِ خودارادیت کی واضح ضمانت دیتی ہے۔ 'امریکی ثالثی' اس اصول سے ہٹ کر دوطرفہ مذاکرات یا ایک مدت تک تنازع کو 'منجمد' رکھنے جیسے حل پیش کرسکتی ہے، جو کشمیریوں کے بنیادی مطالبے کو نظرانداز کرنے کا ذریعہ بنے گا۔ امریکی مفادات اکثر جغرافیائی سیاست اور طاقت کے توازن پر مبنی ہوتے ہیں۔اس لیے امریکا، کشمیریوں کی اُمنگوں کے بجائے بھارت کی علاقائی بالادستی کو ترجیح دے سکتا ہے بلکہ یقینی طور پر ایسا ہی ہوگا (یادرہے ۱۹۶۲ء میں چین انڈیا تصادم میں مسئلہ کشمیر کے زمینی حل کے تاریخی امکان کو امریکی شاطرانہ ڈپلومیسی نے رُوبہ عمل نہ آنے دیا، اور پھر پاکستان کے ہاتھ باندھ کر مسئلہ کشمیر کو سردخانے میں دھکیل دیا)۔

● **انڈیا کی پوزیشن مضبوط ہونا:** امریکا اور انڈیا کے درمیان اسٹرے ٹیجک

شراکت داری (خاص طور پر انڈو پیسفک حکمت عملی اور چین کے مقابلے میں) انڈیا کو 'امریکی ثالثی' میں ایک مضبوط پوزیشن دے سکتی ہے۔اس سے انڈیا کے غیرقانونی اقدامات، جیسے آرٹیکل ۳۵-اے اور ۳۷۰ کی منسوخی، پر عالمی تنقید کم ہوسکتی ہے۔نام نہاد 'امریکی ثالثی' انڈیا کے 'داخلی معاملہ' کے بیانیے کو تقویت دے سکتی ہے، جس سے کشمیر کی بین الاقوامی حیثیت کمزور پڑے گی۔

● **پاکستان کی سفارتی پوزیشن کا کمزور ہونا:** پاکستان نے ہمیشہ کشمیر تنازعہ کو اقوام متحدہ کے فریم ورک کے تحت حل کرنے پر زور دیا ہے۔'امریکی ثالثی' اس فریم ورک کو نظرانداز کر کے بلکہ توڑ پھوڑ کر پاکستان کی تاریخی سفارتی کوششوں کو کمزور کر دے گی۔

امریکا کی جانب سے غیر جانب دار (نیوٹرل) ثالث ثابت ہونا، تاریخ کا ایک عجوبہ ہوسکتا ہے۔ درحقیقت وہ یقیناً پاکستان ہی پر دباؤ ڈالے گا کہ پاکستان اپنی اصولی اپوزیشن سے پیچھے ہٹے، بلکہ پسپا ہو۔ انڈیا کے ساتھ اس کے گہرے معاشی اور فوجی تعلقات پاکستان کے لیے غیر منصفانہ نتائج کا باعث بنیں گے۔

● **کشمیریوں پر انسانی حقوق کے اثرات:** 'امریکی ثالثی' سیاسی سودے بازی پر مرکوز ہوسکتی ہے، جو کشمیر میں جاری انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں (جیسے من مانی حراستیں، ریاستی تشدد وغیرہ) کو پس پشت ڈال دے گی۔جس سے کشمیر میں فوجی قبضے کو معمول کی کارروائی کے طور پر قبول کرنے پر اہل کشمیر اور پاکستان کو مجبور کیا جاسکتا ہے، بجائے اس کے کہ اس ظلم کو ختم کیا جائے۔

● **علاقائی عدم استحکام کا خطرہ:** بظاہر تمام اعشاریے یہی بتاتے ہیں کہ 'امریکی ثالثی'، انڈیا کے حق میں جھکاؤ رکھے گی، تو اس سے پاکستان میں عدم اطمینان بڑھتے ہوئے دونوں ایٹمی طاقتوں کے درمیان کشیدگی کو بڑھا سکتا ہے۔ یک طرفہ امریکی کردار کو دیکھ کر چین اور روس بھی تنازعہ میں شامل ہوسکتے ہیں۔اس طرح کشمیر عالمی طاقتوں کی پراکسی جنگ کا میدان بن سکتا ہے۔

● **کشمیری عوام کی آواز کا دبنا:** اقوام متحدہ کی قراردادوں میں کشمیری عوام کو مرکزی حیثیت دی گئی ہے، لیکن 'امریکی ثالثی' میں انڈیا اور پاکستان ہی کو حکومتی سطح پر مذاکرات کو ترجیح دی جائے گی، جس سے کشمیری عوام اور ان کے نمائندوں (جیسے حریت کانفرنس) کی آواز نظرانداز ہوسکتی ہے۔'امریکی ثالثی' تاریخی طور پر (جیسے اسرائیل-فلسطین مذاکرات میں) کمزور فریق کی نمائندگی کو

کم بلکہ برباد کرتی ہے، جو آخرکار کشمیریوں کے لیے نقصان دہ ہوگا۔

تجاویز

اقوام متحدہ کے فریم ورک پر قائم رہتے ہوئے پاکستان اور کشمیریوں کو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قراردادوں پر عمل کے لیے زور دینا چاہیے، کیونکہ یہ بین الاقوامی قانون کے تحت ایک تسلیم شدہ حل ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ 'امریکی ثالثی' پر انحصار کرنے یا اسے اپنے ہاتھ کاٹ کر دینے کے بجائے، 'اسلامی تعاون تنظیم' (OIC) اور دیگر غیر جانب دار فورمز (جیسے یورپی یونین) کو متحرک کر کے سلامتی کونسل کی قراردادوں کے مطابق حل کے لیے دباؤ بڑھایا جائے۔

کشمیریوں اور پاکستانیوں کو عالمی میڈیا اور انسانی حقوق کے اداروں (جیسے ایمنسٹی انٹرنیشنل) کے ذریعے اپنی آواز بلند کرنی چاہیے تاکہ کسی بھی یک طرفہ ثالثی کو چیلنج کیا جا سکے (حالات و واقعات نے ثابت کیا ہے کہ امریکا، ثالثی جیسے 'ڈرامے' میں ظالم فریق کا طرف دار ہی ہوتا ہے، اور مظلوم کو مزید کچلنے کے لیے شیر ہوتا ہے، غزہ کا منظر آنکھوں کے سامنے رہے)۔

'امریکی ثالثی' سے کشمیریوں کا حقِ خود ارادیت، پاکستان کی سفارتی پوزیشن، اور خطے میں استحکام، خطرے میں پڑ جائیں گے۔ یہ سفارتی عیاشی بھارت کے اقدامات کو جائز قرار دینے اور کشمیری عوام کی آواز کو دبانے کا باعث بن جائے گی۔ انڈیا بظاہر لیت و لعل سے کام لے کر، آخرکار 'امریکی ثالثی' پر آمادہ ہو جائے گا، کیونکہ انڈیا کو معلوم ہے کہ یہ ثالث، فی الحقیقت اس کا فرنٹ مین ہی ہے۔ اس کے برعکس، اقوام متحدہ کے فریم ورک کے تحت عالمی برادری کی شمولیت زیادہ منصفانہ اور پائیدار حل فراہم کر سکتی ہے۔

اسی طرح سفارتی پسپائی اختیار کرتے ہوئے، انڈیا اپنی دوسری دفاعی لائن 'خودمختار کشمیر' یا 'تیسرے آپشن' کا داؤ بھی کھیلنے سے نہیں چُوکے گا۔ اس جال میں پھنسنے سے بچنے کے لیے کشمیری قیادت، پاکستانی سیاسی و فوجی مقتدرہ اور رائے عامہ کو ہوشیار و بیدار رہنا ہوگا۔ گذشتہ ڈیڑھ دو سو سال کی تاریخ نے ایک بات تو بار بار ثابت کی ہے: ''مسلمان، مذاکرات کی میز پر دھوکے میں آتا ہے اور مار بھی کھاتا ہے''۔